عروج نقوی

س: عصرِ حاضر میں امت مسلمہ کو کون سے مسائل درپیش ہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں ان کا حل تجویز کیجئے۔

امت مسلمہ اس وقت سوا ارب مسلمان آبادی پر مشتمل ہے جو کہ دنیا کی 25 فیصد آبادی بنتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے۔ دنیا کے 57 ممالک میں اس وقت مسلمانوں کی حکومت ہے، دنیا کے بیش بہا اور قیمتی وسائل مسلمان ممالک کے قبضے میں ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے بھی مسلمانوں کے اختیار میں گوں ناگوں زمینی، آسمانی اور سمندری وسائل سے مالا مال ممالک ہیں لیکن قدرتی وسائل کی کثرت اور تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود مسلمان آج زوال پذیر ہیں۔ آج کے دور میں اپنے اسلامی عقائد کا کھل کر اظہار کرنا، عبادات کی انجام دہی کرنا، اپنی اسلامی روایات یا اقدار کا پرچار کرنا شرمندگی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ مسلمان جو ایک زمانے میں دنیا کے حاکم تھے آج محکوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس پستی کی بہت سی وجوہات ہیں جیسے کہ مسلمانوں کی آپس میں بڑھتی ہوئی نا اتفاقی، تعلیمی میدان میں پسماندگی، جہالت، کمزور اقتصادی قوت، انتہا پسندی، غیر اسلامی نظامِ حکومت، اور مسلم امہ کے سیاسی مسائل۔
اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جیسے اسلامی تعلیمات نے سالوں پہلے دنیا کو ایک نئی روشنی سے ہمکنار کیا اور اندھیروں سے نکالا، اسی طرح آج بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے نشیب کو دور کیا جا سکتا ہے۔

۱ عدم اتحاد اور بڑھتی ہوئی نااتفاقی:

اسلام مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کا سبق اور حکم دیتا ہے لیکن اب دورِ حاضر میں مسلمان ان تعلیمات کو کہیں پیچھے چھوڑ کر تفرقہ جیسے فتنہ کا شکار ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو۔"

(سورۃ بقرۃ : 256)

مسلمان امت آج کے دور میں اپنے دین میں ہی اتنی بٹ چکی ہے کہ اسے اپنے سوا کوئی ٹھیک ہی نہیں لگتا۔ قوم پرستی بھی دین سے اوپر کر دی گئی ہے۔ حدیث نبیؐ ہے کہ:

"مسلمان ایک جسم ہیں جیسے جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین رہتا ہے اسی طرح مسلم امت میں بھی کوئی مصیبت میں ہو تو پوری امت تکلیف میں ہوتی ہے۔"

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ نہ ہی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام سکے اور نہ ہی ایک جسم جیسی اتحاد کی مثال بن سکے اور اسی وجہ سے زوال پذیر ہیں۔

۲

انتہا پسندی اور دہشت گردی کا پھیلاؤ:

مسلم امت کے اندر کم ہوتی ہوئی برداشت بھی ایک بڑا ذریعہ ہے انتہا پسندی اور دہشت گردی کا۔ آج بد قسمتی سے اسلام کے نام کے ساتھ دہشت گردی کا نام جوڑ دیا گیا ہے جبکہ اسلام کے تو معانی بھی امن کے ہیں۔ بڑھتی ہوا انتہا پسندی اور دہشت گردی کی بہت بڑی وجہ کمزور حکومتی نظام اور تعلیمی درسگاہوں سے انتہا پسند اور شدت پسند تعلیم کا فروغ ہے۔ اسلام تو مذہبی رواداری کا دین ہے قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے:

لا اکرہ فی الدین

"دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے"

انتہا پسندی اور دہشت گردی تعلیم کی کمی سے نہیں ہوتی۔ القاعدہ کے بانی اسامہ بن لادن کنگ عبد العزیز یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے۔ القاعدہ کے چیف لیفٹیننٹ جنرل سرجن تھے۔ مصر کے ایک انتہا پسند خاکن قطب امریکہ ناردرن کولراڈو کے طالب علم تھے۔ سوویت جنگ کے دوران پاک افغان بارڈر پر ۱۰۰۰ مدارس بنائے گئے جن میں مسلمانوں کو سوویت یونین کے خلاف جنگ پر اکسایا گیا۔ اس کا نتیجہ ۲۰۰۷ء میں تحریک طالبان پاکستان کی شکل میں دیکھنے کو ملا۔ پس ذاتی مفادات کے لیے اسلامی تعلیمات کا غلط استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں

پوری دنیا میں اسلام کا نام دہشت گردی سے جوڑ دیا
اور دنیا میں اسلاموفوبیا جیسی بیماری نے جنم لیا۔

9. تعلیمی اور عقلی فقدان:

بینظیر بھٹو نے اپنی کتاب Islam Democracy and West
میں Islam: میں لکھا ہے کہ "ایک وقت تھا جب مسلمانوں
نے علم و دولت پیدا کیا جس نے انہیں دنیا کے بڑے حصے
پر حکمرانی کروائی ..... دنیا کے چھوٹے سے ملک یونان
جس کی آبادی 15 ملین ہے ہر سال مسلمان ممالک سے
زیادہ کتابیں خریدتے ہیں۔"
چائنا کی جیوتنگ لونگ یونیورسٹی نے 2004ء میں
علمی درجہ بندی کروائی جس میں 500 اعلیٰ یونیورسٹیوں میں
ایک بھی مسلمان ممالک میں سے نہیں تھی۔ اس وقت
امریکہ میں 5000 یونیورسٹیاں ہیں۔ انڈیا میں 8000
یونیورسٹیاں ہیں جبکہ عرب ممالک کی کل یونیورسٹیوں
کی تعداد 2600 بھی نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا
ہے کہ مسلمان جو ایک وقت پر نامور سائنسدان اور
~~ایجاد~~ ایجادات کرنے والے تھے۔ آج تعلیم کے میدان میں
بہت پیچھے ہیں اور اس کو ضروری بھی نہیں سمجھتے۔
مسلم ممالک اپنی جی ڈی پی (GDP) کا 0.2% کا
تعلیم پر خرچ کرتے ہیں جبکہ غیر مسلم ممالک 5%
اپنی جی ڈی پی کا تعلیم پر خرچ کرتے ہیں۔

4. مسلم ممالک کی کمزور اقتصادی طاقت:

او-آئی-سی (OIC) میں متحد اسلامی ممالک اس وقت اجتماعی طور پر ایک ملک جاپان سے بھی کم تجارت کرتے ہیں۔ تجارت تو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پیشہ تھا پر اس پر آج دور دور تک مسلمانوں کے ابھرنے کے آثار نظر نہیں آتے۔ اسلامی ممالک کی اجتماعی جی ڈی پی (GDP) اس وقت اکیلے امریکہ سے بھی کم ہے۔ عرب ممالک کی تیل کے علاوہ آمدنی فی کس اوسط امریکہ کے قریب کیں بھی جو اس وقت $62006 بلین سے راج کر رہا ہے۔ 1964-۱۹۶۴ کے دوران عرب ممالک کی سالانہ آمدنی $9.2 بلین بھی جو کہ اگلے پانچ سال میں $142 بلین ہوئی ۱۹۷۳ میں تیل کے بحران کے بعد۔ لیکن مسلم ممالک کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اس سے وسائل اور موقعوں سے بھی فائدہ مند نہیں ہوئے۔ عرب ممالک نے اس آمدن کا ایک بڑا حصہ فلاح و بہبود کے کاموں، اور صنعتی ترقی کے کاموں کی بجائے افغانستان میں سوویت جنگ کے دوران ایران کے اثر و رسوخ کو کم کرنے میں لگا دیا۔

5. مسلم امہ کے سیاسی مسائل:

مسلم امہ اس وقت سیاسی مسائل کے بحران کا شکار ہے۔ او-آئی-سی اپنا نام مؤثر انداز سے نہیں کر پا رہا اور اس کی حیثیت بھی عالمی سطح پر G-9 نیں جیسے

اقوام متحدہ کی ہے۔ او۔ آئی۔ سی کی قراردواں کو بھی مسلم ممالک سنجیدگی سنجیدگی سے نہ لینے کی وجہ سے آج سیاسی بحران کا شکار ہیں۔ بہت سے اسلامی ممالک میں آمرانہ نظام حکومت ہے جہاں طاقت کا مرکز صرف ایک شخص یا خاندان ہے۔ اس نظام حکومت میں حقوق کی خلاف ورزیاں ہونا بہت عام سی بات ہے۔ ایک اور بڑا مسائلہ مشرقی وسطی کے تنازعات ہیں۔ عرب سپرنگ (Arab Spring) کے بعد عرب ممالک میں مضبوط نظام حکومت نہ ہونے کی وجہ سے آج وہ ملک خون میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ لیبیا میں خانہ جنگی ہے، عراق میں داعش کا تسلط ہے، فلسطین پر اسرائیل قابض ہے اور مسلم نجات دہندہ کے منتظر نظر آتے ہیں۔

امت مسلمہ کے مسائل کا حل

۱ اتحاد و اتفاق: امت مسلمہ کے مسائل کا حل

مسلم امہ کے ۹۰ فیصد مسائل ایسے ہی ختم ہو جائیں اگر امت صحیح معانی میں خود کو ایک جسم مان لے اور متفق ہو جائے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

بات یہی ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی ہیں
تم کو چاہیے کہ دو بھائیوں میں صلح کرادو
(الحجرات: ۱۰)

پس اگر مسلمان متحد ہو جائیں تو انتہا پسندی، تعصب، تفرقہ وارانہ جیسے بہت سے عناصر سے محفوظ ہو جائیں

2. **تعلیم کا فروغ، عقلی فقدان اور جمود کا خاتمہ:**

مسلمان جن کے نبی حضرت محمدؐ پر قرآن کا پہلا لفظ ہی "اقراء" یعنی "پڑھ" نازل ہوا آج تعلیمی میدان میں بہت پیچھے رہ چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم کا رجحان عام کیا جائے اور اسے اولین فرضیہ سمجھا جائے جیسا کہ حضرت محمدؐ نے فرمایا۔

تعلیم حاصل کرنا مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

تعلیم کی رغبت کا حکم قرآن میں بھی آیا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں اللہ فرماتا ہے

رب زدنی علما

اے میرے رب، میرے علم میں اضافہ فرما

(سورۃ طٰہٰ : ۱۱۹)

3. **قدرتی وسائل کے ذریعے اقتصادی مسائل کا حل:**

مسلمان ممالک قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان وسائل کا صحیح صحیح استعمال

کیا جائے اور اس مال کو فلاح وبہبود اور اسلام کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ کمزور اسلامی ممالک کی مدد کی جائے۔ دین کے نام کے نیچے سب ممالک متحد ہوں اور ایک دوسرے کے مالی مسائل حل کرنے کیلیے اجتماعی کوشش کریں کیونکہ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق مسلمان ایک جان ہیں۔ اللہ پاک سورۃ الشوریٰ میں فرماتا ہے۔

اور جو مال ہم نے انہیں دیا ہے اس میں
سے خرچ کرتے ہیں

(الشوریٰ : 38)

ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا:

اور جو مال وہ اللہ کی راہ میں خرچ
کرتے ہیں انہیں اس کا پورا بدلا دیا جائے
گا۔

(سورۃ الانفال: 60)

4 **اسلام اعتدال اور برداشت کا حکم دیتا ہے:**

اسلام میں زبردستی کا تصور نہیں ہے۔ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے:

لکم دینکم ولی دین

تمہارے لیے تمہارا دین، میرے لیے میرا دین

(سورۃ الکافرون 06)

CS CamScanner

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اختلاف کا باہمی بات چیت سے حل کیا جائے اور دنیا کے سامنے ایک امن پسند دین کے پیروکار ہونے کا مظاہرہ کیا جائے۔ بین المذاہب مکالمے کو فروغ دے کر بھی یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ اسلام اعتدال کا دین ہے اور برداشت کا حکم دیتا ہے

5 **اسلامی سیاسی نظام کا نفاذ:**

بڑھتے ہوئے جرائم کی ایک بہت بڑی وجہ اسلامی قوانین کو فراموش کرنا ہے دنیا یہ بات دیکھ سکتی ہے جن ممالک اسلامی سزائیں لاگو کی جاتی ہیں وہاں لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر بھی چلے جاتے ہیں۔ اسلامی قوانین کے بارے میں اتنے سخت اقدامات ہیں کہ ایک دفعہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ایک عورت کی چوری کی سزا معاف کر دی جائے تو آپ نے فرمایا:

"اس کی جگہ فاطمہ بھی ہوتی تو میں
ان کے بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔"

اسلام میں شوریٰ کا نظام ہے اور اسلامی ممالک خاندانی حکمرانیوں اور آمرانہ نظام حکومت میں دبے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:

**اور اپنے فیصلے باہمی مشورے سے
کیا کرو۔**

(سورۃ الشوریٰ: 38)

آمرانہ نظام کا خاتمہ، شوریٰ کے نظام کا نفاذ
اسلامی قوانین کی پیروی، اور آئین سازی کا مؤثر عمل
ہی اسلام کو سیاسی بحران سے نکال سکتا ہے۔ قرآن میں
اللہ پاک فرماتا ہے:

اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو فرقوں
میں بٹ گئے اور واضح نشانیوں کے انکار کر
بیٹھے۔

(سورۃ آل عمران: ۱۰۵)